Lesson 1: Al-A'araaf (Ayaat 1 - 25): Day 5

سُوْرَةُ الْاَعْرَاف کی تفسیر

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۭ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَـئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٨﴾

(خدا نے) فرمایا، نکل جا۔ یہاں سے ذلیل۔ مردود جو لوگ ان میں سے تیری پیروی کریں گے میں (ان کو اور تجھ کو جہنم میں ڈال کر) تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا (۱۸)

اللہ تعالیٰ نے شیطان کو ڈانٹا ہے کہ یہاں سے نکل جاؤ۔

مَذْءُوْمًا : مذمت کی۔ ذیام۔۔ اومَّدْحُوْرًا ر معنی ہیں دھتکار دیا۔

شیطان نے انسان کو بہکانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ شیطان نے دائیں بائیں، آگے پیچھے کی بات کر دی لیکن اوپر نیچے کی بات بھول گیا۔ دو بس اِن دو طریقوں سے ہمیں اللہ مل سکتا ہے۔ اللہ کے آگے جھک جاؤ۔ خود نیچے ہو جاؤ۔ اپنے آپ کو اپنے رب کے سامنے سجدے میں پیش کر دو۔

اور اوپر سے یہ کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ قرآن سے جُڑ جاؤ۔ قرآن۔ اطاعت گزاری، سجدے اور دعائیں بندے کو بچاتی ہیں۔

فرشتوں کا امتحان ہوُا۔ وہ نوری مخلوق تھے۔ وہ اللہ کے حکم سے سجدے میں جھک گئے۔ وہ کامیاب ہو گئے۔

شیطان کا امتحان ہوُا۔ اُس نے تکبر کیا۔ وہ ناکام ہو گیا۔

اَب آگے انسان کا امتحان ہے؛

وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩﴾

اور ہم نے آدم (سے کہا کہ) تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو سہو اور جہاں سے چاہو (اور جو چاہو) نوش جان کرو مگر اس درخت کے پاس نہ جاؤ ورنہ گنہگار ہو جاؤ گے (۱۹)

تو اور تیری بیوی جنّت میں رہو۔ مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیوی کو کہیں رہائش گاہ دینا مرد کی ذمّہ داری ہے۔ دوسری بات یہ کہ تم دونوں یہاں سے کھاؤ۔ یعنی بیوی کو گھر سے کچھ کھانے پینے کے لئے مرد کی اجازت ضروری نہیں ہے۔

1. فرشتے میں کوئی گناہ نہیں۔ وہ نوری مخلوق ہیں۔ پاکیزہ
2. شیطان۔ نافرمان۔ گناہگار۔
3. انسان میں فرشتوں اور شیطان دونوں طرح کی عادتیں۔ عبادت کریں اللہ کی اطاعت گزاری کریں تو کامیاب۔ لیکن شیطان کی بات مانی تو گناہ گار۔

فَوَسۡوَسَ لَهُمَا الشَّيۡطٰنُ لِيُبۡدِىَ لَهُمَا مَا وٗرِىَ عَنۡهُمَا مِنۡ سَوۡاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰٮكُمَا رَبُّكُمَا عَنۡ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنۡ تَكُوۡنَا مَلَـكَيۡنِ اَوۡ تَكُوۡنَا مِنَ الۡخٰلِدِيۡنَ ﴿۲۰﴾

تو شیطان دونوں کو بہکانے لگا تاکہ ان کی ستر کی چیزیں جو ان سے پوشیدہ تھیں کھول دے اور کہنے لگا کہ تم کو تمہارے پروردگار نے اس درخت سے صرف اس لیے منع کیا ہے کہ کہ تم فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ جیتے نہ رہو (۲۰)

آدمؑ کا ٹیسٹ۔ اَب دونوں کو آزمائش والی جنّت میں بھیجا۔ یہ وہ اصل جنّت نہیں جہاں ہم نے آخرت میں جانا ہے۔ وہاں کوئی شجرِ ممنوعہ نہیں ہو گا۔

یہاں عیسائیت کے عقیدے کا بھی رَدّ ہو رہا ہے کہ وہ کہتے ہیں آدمؑ سے یہ گناہ حوّا نے کروایا تھا۔

دونوں سے غلطی ہو گئی۔ پہلا گناہ کیا ہؤا کہ اللہ نے جو چیز کھانے سے منع کیا تھا جب وہ اُنہوں نے کھالی تو شرم والی چیزیں ظاہر ہو گئیں۔

اب اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچوں میں شرم و حیا باقی رہے وہ غلط کام نہ کریں تو حرام کمائی سے دُور رہیں۔ حرام کھانوں سے دُور رہیں۔

'۔۔ اور کہنے لگا کہ تم کو تمہارے پروردگار نے اس درخت سے صرف اس لیے منع کیا ہے کہ کہ تم فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ جیتے نہ رہو ۔'

پھر کیا ہؤا کہ جنّت کے شاہی لباس اُتر گئے۔ اللہ کو غصّہ آ گیا۔

شیطان وہاں آدم اور حوّا کو بہکانے آ گیا (کیسے آیا ہم اس بحث میں نہیں پڑیں گے)۔ شیطان اللہ کے خلاف اُن دونوں کو بہکانے لگا۔ آج بھی شیطان یہی کام کر رہا ہے۔ کہ اللہ نے شریعت سخت بنا دی۔

وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّیۡ لَـكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیۡنَۙ ﴿۲۱﴾ اور ان سے قسم کھا کر کہا میں تو تمہارا خیر خواہ ہوں (۲۱)

جو بھی کوئی رشتے دار یا گھر والا ہمیں اللہ یا اللہ کی شریعت کے خلاف بہکائے تو سمجھ لیں کہ اُس کی اندر شیطان آیا ہؤا ہے۔ شیطان رُوپ بدل بدل کر آتا ہے۔ وہ خیر خواہ بن کر غلط کام کرنے کے لئے کہتے ہیں۔ کہ ابھی غلط کام کر لو بعد میں توبہ کر لینا۔ پھر عمرہ کر لینا۔

فَدَلّٰٮهُمَا بِغُرُوۡرٍ‌ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتۡ لَهُمَا سَوۡاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخۡصِفٰنِ عَلَيۡهِمَا مِنۡ وَّرَقِ الۡجَـنَّةِ‌ ؕ وَنَادٰٮهُمَا رَبُّهُمَاۤ اَلَمۡ اَنۡهَكُمَا عَنۡ تِلۡكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّـكُمَاۤ اِنَّ الشَّيۡطٰنَ لَـكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ﴿۲۲﴾

غرض (مردود نے) دھوکہ دے کر ان کو (معصیت کی طرف) کھینچ ہی لیا جب انہوں نے اس درخت (کے پھل) کو کھا لیا تو ان کی ستر کی چیزیں کھل گئیں اور وہ بہشت کے (درختوں کے) پتے توڑ

توڑ کر اپنے اوپر چپکانے لگے اور (ستر چھپانے لگے) تب ان کے پروردگار نے ان کو پکارا کہ کیا میں نے تم کو اس درخت (کے پاس جانے) سے منع نہیں کیا تھا اور جتا نہیں دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے (۲۲)

فَدَلّٰهُمَا : یعنی شیطان کی چکنی چپڑی باتوں میں گئے۔ پھر وہ پھل کھایا نہیں صرف چکھ لیا۔

شیطان کے دھوکے میں آ گئے۔ لیکن اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کرنے لگے۔ باحیا تھے۔ حالانکہ دونوں میاں بیوی اکیلے تھے۔ اس آیت سے پتا چلتا ہے کہ کپڑے پہننا انسان کے باحیا ہونے کی نشانی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے تمہیں منع کیا تھا۔

آگے آدمؑ اور حوّاؑ کی دُعا دیکھیں۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

دونوں عرض کرنے لگے کہ پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے (۲۳)

یہ ہے شیطان اور انسان میں فرق۔ ابلیس نے غلطی کی تو اُس نے کہا اَنا۔۔۔

آدمؑ سے غلطی ہو تو کہا رَبَّنَا ۔ ایمان والا اپنے گناہوں کی بخشش مانگتا ہے۔ اور نافرمان اور گناہوں کی مہلت مانگتا ہے۔ وہ اور مال مانگتے ہیں۔ اور تکبر اور نمود و نمائش مانگتے ہیں۔

آدم اور حوّا نے توبہ کی، شرمندہ ہوئے۔

قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾

(خدا نے) فرمایا (تم سب بہشت سے) اتر جاؤ (اب سے) تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لیے ایک وقت (خاص) تک زمین پر ٹھکانہ اور (زندگی کا) سامان (کر دیا گیا) ہے (۲۴)

اهْبِطُوا : یعنی اوپر سے نیچے چلے جاؤ۔

قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ ﴿۲۵﴾ (یعنی) فرمایا کہ اسی میں تمہارا جینا ہوگا اور اسی میں مرنا اور اسی میں سے (قیامت کو زندہ کر کے) نکالے جاؤ گے (۲۵)

آخری خلاصہ: آج کے سبق کے سنہرے الفاظ؛

شیطان جنّت سے نکالا گیا کیونکہ کھلی نافرمانی کی تھی۔

آدمؑ کو جنّت سے نکالا گیا خواہشات کی وجہ سے۔ لمبی عمر کا سُن کا اللہ کا حکم بھول گئے۔

ہم بھی دُنیاداری کی خواہشات میں جنّت کو بھول گئے ہیں کیا پھر جنّت مل جائے گی؟

شیطان نے سجدے سے انکار کیا تو نافرمان اور دھتکارا ہوُا قرار پایا۔ آج جب ہم سجدے نہیں کرتے تو کیا پھر جنّت مل جائے گی؟ بے نمازی کو جنّت کیسے ملے گی؟

آدمؑ کی وہ جنّت امتحان تھی۔ جیسے یہ دُنیا ہمارے لئے امتحان ہے۔ اصل جنّت تو انعام کے طور پر ملے گی۔ وہاں ایک شجرِ ممنوعہ تھے۔ یہاں آج اس دُنیا میں چار شجرِ ممنوعہ ہیں۔ سوَر کا گوشت، مرا ہوُا جانور۔ مردار، اور جس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے۔ ہمارے لئے پوری دنیا کے کھانے حلال ہیں۔

شیطان پھر بھی انسان کو بہکاتا رہتا ہے کہ حرام میں ہی لذّت ہے۔

آدمؑ کو شیطان نے بہکایا، لیکن شیطان کو اُس کے نفس نے بہکایا تھا۔ ہم اپنا جائزہ لیں کہ ہم اللہ کی بات مانتے ہیں یا نفس کی؟

آج کے دَور کا انسان نفس کے ہاتھوں بہکا ہوُا ہے۔ ہماری اپنی خواہشات کی ایک لمبی لسٹ ہے۔ ساری زندگی اپنے آپ کو خوش کرنے میں لگے رہتے ہیں۔

آدمؑ نے نافرمانی کر کے صرف ایک درخت کا پھل چکھا۔ فرمانبرداری کرتے تو سارے درختوں کے پھل کھاتے رہتے۔

آج یہی فلسفہ ہمیں سمجھنا ہے۔ کہ انسان اللہ کی نافرمانی کر کے وقتی لذّت تو لے لیتا ہے۔ لیکن پھر بے سکون ہو جاتا ہے۔ ایک ایمان والے کی زندگی پُر سکون ہوتی ہے۔ اصل مزہ اللہ کی عبادت اور اطاعت میں ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری کمی بیشی کو معاف کرے۔ آمین